نسخۂ شوق بہ شیرازہ نمی گنجد زنہار
بگزارید کہ این نسخہ مجزا ماند

نسخۂ شوق

مجموعۂ

کلامِ نفیس بخطِ نفیس

جمع و ترتیب

مولانا محمد عابد

فاضل جامعہ مدنیہ
و ناظم صفہ ٹرسٹ

ناشرانِ خاوران

نسخۂ شوق

کلامِ نفیسؒ بخطِ نفیسؒ

جمع و ترتیب

مولانا محمد عابد

فاضل جامعہ مدنیہ

و ناظم صفہ ٹرسٹ

ناشرانِ جاودانی

سلسلۂ اِشاعت نمبر 5

نام کتاب: .... نسخۂ شوق (کلام نفیس بخطِ نفیس)

سخن وَر: .... حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب: .... مولانا محمد عابد

طبعِ اوّل: .... یکم رجب المرجب ۱۴۳۳ھ/۲۲ر مئی ۲۰۱۲ء بروز منگل

باہتمام: .... ناشرانِ خاوَران، موہنی روڈ، لاہور

☆ ملنے کے پتے ☆

مکتبہ قاسمیہ ۱۷ر الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

مکتبہ رشیدیہ، نزد مقدس مسجد، اُردو بازار، کراچی

مکتبہ سلطانِ عالمگیرؒ، ۵ر لوئر مال، اُردو بازار، لاہور

صُفّہ ٹرسٹ، ۳۲ر محمود سٹریٹ موہنی روڈ، لاہور

کلامِ نفیسؔ بخطِ نفیسؔ

انتساب

پیکرِ خلوص ومحبت

سلسلۂ مدنی کے امین ومنتسب

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم

اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ، کریم پارک

مدیر صفہ ٹرسٹ ، موہنی روڈ، لاہور

کے نام

بصد عجز ونیاز

محمد عابد

محمد عرفان شجاع

ناگفتہ نماند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ (م: ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء) کی ذاتِ گرامی میں خلوص، وضع داری، شگفتہ مزاجی، خوش ذوقی وخوش باشی کے ساتھ ساتھ آپ کی رفتاروگفتار میں ایسی شانِ بالا تھی جس نے آپ کی شخصیت کو پر کشش اور یگانۂ روزگار بنادیا تھا

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ دلآویز شخصیت اور شائستہ کردار کے مالک تھے، آپ کی آنکھ میں ایسی موہنی تھی اور دل ایسا کھلا تھا کہ جو آپ سے ایک بار مل لیتا تھا وہ آپ کے لطف وکرم کا قائل وگرویدہ ہو جاتا بقول شاعر

ہر دل کو اُس چشمِ کرم سے تھا یوں لگاؤ
گویا کہ وہ ہمیں سے لگائے ہوئے ہے دل

جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور کے زمانۂ تعلیم میں اپنے اُستاذِ گرامی حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم کی ہمراہی میں تقریباً روزانہ ہی حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی مجلس میں حاضری کا موقع ملتا تھا، حضرت مولانا مدظلہم کے توسط سے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے تعلقِ خاطر ہوگیا، اِسی تعلق کی وجہ سے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے نوادرِ خطاطی نیز آپ کی شاعری کا کافی حصہ جمع

کیا مزید برآں آپ کے علمی مقالات کا بھی معتدبہ حصہ جمع کرلیا، چند سال پہلے آپ کے مقالات کو شائع کرنے کا ارداہ ہوا، اِسی دوران کراچی کے محترم راشد شیخ صاحب سے معلوم ہوا کہ آپ نے بھی حضرت شاہ صاحبؒ کے مقالات جو خطاطی سے متعلق ہیں جمع کیے ہیں تو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی اجازت سے اُن مقالات کو ''مقالاتِ خطاطی'' کے نام سے اپنے ادارہ ''ناشرانِ خاوَران'' سے ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء میں شائع کیا جس کے شروع میں حضرت شاہ صاحبؒ نے ''حرفِ نفیس'' لکھ کر ہماری حوصلہ اُفزائی بھی فرمائی

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے دیگر مقالات بھی راقم نے ترتیب دیے ہیں جو ان شاء اللہ اپنے وقت پر اشاعت پذیر ہوں گے، سرِ دست حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کا کلام جو آپ کے اپنے قلم مبارک سے لکھا ہوا ہے اُسے ''نسخۂ شوق'' کے نام سے شائع کیا جارہا ہے

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے یہ نوادر نفیس یقیناً ابھی بہت ہیں تاہم فی الوقت انہی چند ایک کو غنیمت جانتے ہوئے ناظرین کی ضیافتِ طبع کے لیے حاضر کیا جارہا ہے ورنہ دل میں تو یہ ہے کہ

شمارِ ذوق نہ دانستہ ام کہ تا چند است
جز ایں قدر کہ دلم سخت آرزو مند است

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے تعلق کی وجہ سے راقم اپنے اُستاذِ گرامی حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم کا رَہین ہے اس لیے راقم اس مجموعہ کا اِنتساب حضرت مولانا مدظلہم کے نام کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے

راقم اپنے رفیق محترم محمد عرفان شجاع صاحب زیدت مکارمہم مدیر ''ناشرانِ خاوَران'' کا ممنون ہے کہ آپ کے تعاون ہی کی بدولت یہ مجموعہ اشاعت پذیر ہوسکا ہے

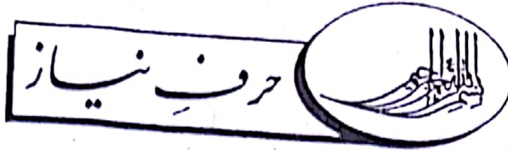
ثانیاً راقم حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے تلمیذِ اَرشد اور خطاطی میں حضرت شاہ صاحبؒ کے معتمد علیہ بھائی جمیل حسن صاحب (جدہ) کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ آپ نے راقم کی درخواست پر اپنے ''خطِ جمیل'' میں ٹائٹل لکھ کر عنایت فرمایا

ثالثاً راقم محترم سید اِظہار اَحمد گیلانی صاحب زید فضلہٗ کا بھی خاص طور پر احسان مند ہے کی آپ نے راقم کی خواہش اور فرمائش پر اس مجموعہ کے لیے چند ''نفائس'' عنایت فرمائے

اُمید ہے کہ یہ مجموعہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی یادگار کے طور پر اَہلِ ذوق ناظرین کو پسند آئے گا اور وہ ''کلامِ نفیس'' کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ جہاں رُوحانی بالیدگی محسوس فرمائیں گے وہیں ''خطِ نفیس'' کے دیکھنے سے آنکھوں میں نور اور دل میں سرور کی کیفیت بھی پائیں گے

محمد عابد

۰۶ / ۲۳ / ۳۳ھ



زہے سعادت کہ ناشرانِ خاوِران کو حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے کاروانِ جمال و جنت نگاہ سوادِ تحریر کو شائع کرنے کی توفیق حاصل ہوئی (فللہ الحمد) حضرت رحمہ اللہ اپنے سراپا میں خود ایک پیکرِ نفاست و پاکیزگی تھے اور یہی نفاست و پاکیزگی حضرت رحمہ اللہ کے ایک ایک وصف میں نفوذ کیے ہوئے تھی جس نے حضرت رحمہ اللہ کی شخصیت کو نہایت دلآویز بنا دیا تھا:

ع روشن از پرتوِ رویت نظری نیست کہ نیست

صدیقِ مکرم مولانا محمد عابد صاحب حفظہ اللہ، حضرت رحمہ اللہ کی خطاطی کے نمونہ جات اور حضرتؒ کے نوادرات کی جمع آوری اور حفاظت کا حد درجہ ذوق وشوق رکھتے ہیں، اُنھوں نے نہایت محنت اور محبت سے حضرتؒ کا کلام حضرتؒ ہی کے خط میں جمع کیا ہے جو اِس وقت نظر نواز ہے۔ یہ باقاعدہ خطاطی کی شکل تو نہیں ہے مگر حُسنِ خیال حُسنِ خط میں ڈھل کر بصارتوں کو بالیقین مصفّٰی اور مزکّٰی کرتا ہے۔ اِن اَشعار میں جہاں فکرِ سلیم، ذوقِ نظر، بلند ہمتی اور فکر و آگہی نظر آتی ہے وہیں حضرت رحمہ اللہ نے جو اَلفاظ ٹھہرائے ہیں وہ اُن کیفیات کے غمّاض بھی ہیں جو شعر کہتے ہوئے قلب میں ورود کرتی ہیں۔ ناشرانِ خاوَران کی یہ کوشش حضرتؒ کی یادآوری اور شوقِ خاطر کا اَدنیٰ اِظہار ہے جو اِس نسخۂ شوق میں آنے کے بعد بھی مجرّا ہے

ع نفسی بیاد تو زنم، چہ عبارت و چہ معانیم

محمد عرفان شجاع

۱۶-۰۵-۲۰۱۲

حمدِ باری مِری زباں پر ہے

حمدِ باری مِری زباں پر ہے
وجد طاری مِری زباں پر ہے

دم بدم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ
ذکر جاری مِری زباں پر ہے

ہے تصوّر میں رَوضۂ اطہر
نعت پیاری مِری زباں پر ہے

نعت گوئی مرا شعار ہُوئی
کِس نے واری مِری زباں پر ہے؟

ذکر پیاروں کا چار یاروںؓ کا
باری باری مِری زباں پر ہے

حرفِ مطلب ادا نہیں ہوتا
عرض بھاری مِری زباں پر ہے

صبرِ جانکاہ میرے دل میں ہے
شکرِ باری مِری زباں پر ہے

شب کا پچھلا پہر ہے، اور نفیس
آہ و زاری مِری زباں پر ہے

نفیس منزل لاہور
صفر المظفر ۱۴۱۸ھ

دریا جو بہہ رہا ہے سُبحان تیری قُدرت
ہر قطرہ کہہ رہا ہے سُبحان تیری قُدرت
جو بار اُٹھا سکے نہ اَرض و جبال و اَفلاک
انسان سہہ رہا ہے سُبحان تیری قُدرت

○

سکردُو کے دَشت و جبال اللہ اللہ
زہے قُدرتِ ذُوالجلال اللہ اللہ
زباں پر ہے بے اختیار اے نفیس
حدیثِ "یُحِبُّ الْجَمَال" اللہ اللہ

○

صفر المظفر ۱۴۱۲ھ ○ سکردو ۔ وادیٔ شگر، بلتستان

مہبطِ حبیب مدینہ منورہ

باسمہٖ سبحانہٗ

یکم ذوالحجہ ۱۴۰۳ھ
جمعرات ۸ ستمبر ۱۹۸۳ء

برادرِ دینی محبِ یقینی نجمِ سعادت صبحِ سیادت جناب سید اظہار احمد سیفی زاد شرفکم! سلمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے بفضلہ تعالیٰ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

دلِ لخت لخت کی چند قاشیں بھی آپ کی ضیافتِ طبع کے لیے ارسالِ خدمت ہیں۔ آپ ان میں احبابِ کرام جیسے جناب منیر صاحب وغیرہ کو بھی شریک کر سکتے ہیں، دیگر عزیز جس کو آپ چاہیں۔ ع

من قاش فروشِ دلِ صد پارۂ خویشم

[illegible]

یہ درماندہ مواجہہ شریف پر حاضرِ خدمتِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا تو فوراً ہی ایک شعر وارد ہو گیا جس میں درخواست پیش کی ہے:

عطا قدموں میں ہو دائم حضوری ، یا رسول اللہ
ہے اب ناقابلِ برداشت دُوری ، یا رسول اللہ

—

بعد میں تدریجاً مدینہ منورہ میں پانچ اور شعر بھی ہو گئے۔ کلماتِ رخصت چاہی تو آخری شعر ہوا۔ عرض ملاحظہ فرمائیے

عنایت ہو اگر اک لمحہ ، اپنی خاص خلوت کا
مجھے اک عرض کرنی ہے ضروری ، یا رسول اللہ

—

اجازت ہو تو کچھ چشمانِ تر سے بھی بیاں کر لوں
ابھی ہے داستانِ غم ادھوری ، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

—

مرا سرمایۂ ایماں فقط اک حرفِ محبت ہے
مجھے از بر نہیں کنز و قدوری ، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

—

مری غایت تمنا ہے، درِ اقدس کی دربانی
زہے عزت، اگر ہو جائے پوری، یا رسول اللہ

مدینہ ہی میں آکر راحت و تسکین پاتی ہے
دلِ فرقت زدہ کی ناصبوری، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دمِ رخصت نفیس اشکوں سے تر ہے، رحم فرماؤ
خدا را اک جھلک ہلکی سی، نوری، یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اب قلم کو اگر جنبش ہوئی ہے تو "صحنِ حرم" کی کیفیت بھی سنیے:

یہ نظم صحنِ حرم ہی میں ہوئی:

گورے آئے ہیں، کالے آئے ہیں
سب یہاں بخت والے آئے ہیں

صبحِ صادق کی طرح سے اوڑھے
نوری نوری دوشالے آئے ہیں

یہ کفن پوش، پیکرِ تسلیم
گردنیں اپنی ڈالے آئے ہیں

اپنا سب کچھ نثار کرنے کو

مصطفیٰ کے جیالے آئے ہیں

چھاؤنی بن گیا ہے صحنِ حرم

عاشقوں کے رسالے آئے ہیں

اپنے اپنے گھروں سے دیوانے

بے خودی کے نکالے آئے ہیں

درِ جاناں پہ چھوڑنے کے لیے

دل جلے لے کے چھالے آئے ہیں

اللہ اللہ جمالِ محملِ دوست

تیرگی میں اُجالے آئے ہیں

مالکُ الملک رحم ، تیرے حضور

تری شفقت کے پالے آئے ہیں

چشمِ گریاں برس رہی ہے نفیس

خشک ہونٹوں پہ نالے آئے ہیں

بیت اللہ شریف اور مسجدِ نبوی دونوں جگہ مجھے چوبیں پر ؟

آپ کو یاد رہے یہ فاضل سینہ ورق۔ مکہ مکرمہ میں ڈاک کا پتہ یہ ہوگا: المکتبۃ الامدادیہ، باب العمرۃ، مکۃ المکرمہ

[illegible]

سب عزیزوں دوستوں کو سلام مسنون۔ مدینہ منورہ میں آج آخری دن ہے۔ کل نمازِ جمعہ کے بعد احرام باندھ کر رخصت ہو رہے ہیں۔ دعا کیجیے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ بہت دل گداز ہے۔ والسلام

احقر نفیس

مقیم فندق ...

باب العوالی مدینہ منورہ

تجھ سا کوئی نہیں!

اے رسولِ امیں، خاتم المرسلیں ﷺ! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے براہیمی و ہاشمی خوش لقب! اے تو عالی نسب، اے تو والا حسب
دودمانِ قریشی کے دُرِّ ثمیں؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

بزمِ کونین پہلے سجائی گئی، پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
سیّد الاوّلیں، سیّد الآخریں؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکّہ رواں کُل جہاں میں ہوا، اِس زمیں میں ہوا، آسماں میں ہوا،
کیا عرب، کیا عجم، سب ہیں زیرِ نگیں؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خلد کی یاسمیں؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

"سدرۃ المنتہیٰ" رہگزر میں تری، "قابَ قوسین" گردِ سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کہکشاں ضَو ترے سرمدی تاج کی، زلفِ تاباں حسیں رات معراج کی
"لیلۃ القدر" تیری منور جبیں؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

مصطفےٰ، مجتبیٰ، تیری مدح و ثنا، میرے بس میں نہیں، دسترس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں، لب کو یارا نہیں؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے، کیسے سراپا لکھوں، کوئی ہے! وہ کہیں جس کو تجھ سا کہوں
توبہ توبہ، نہیں کوئی تجھ سا نہیں؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

چار یاروں رضی اللہ عنہم کی شانِ جلی ہے بھلی؛ ہیں یہ صدیق، فاروق، عثماں، علی رضی اللہ عنہم
شاہدِ عدل ہیں یہ ترے جانشیں؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے سراپا نفیسؔ، انفسِ دو جہاں، سرورِ دلبراں، دلبرِ عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ و بارک وسلم

محمد ﷺ موتی

دُنیا سیپ ، محمد موتی ؛ صلی اللہ علیہ وسلم
اُس بن دُنیا کیسی ہوتی ؟ صلی اللہ علیہ وسلم

مقصودِ کونین محمد ، مطلوبِ دارین محمد
اُس بن کیسے دُنیا ہوتی ؟ صلی اللہ علیہ وسلم

گر نہ ہوتا آمنہ جایا ، خلقت کا غم کھانے والا
خلقت میٹھی نیند نہ سوتی ، صلی اللہ علیہ وسلم

زہرا رضی کا دِل غم کا مارا ، ہجرِ نبی ص میں پارہ پارہ
گُم سُم آنسو ہار پروتی ، صلی اللہ علیہ وسلم

ساجن بِن سُکھ چین نہ آوے ، یاد اُس کی دِن رین ستاوے
دِل تڑپے ہے ، آنکھیں روتی ، صلی اللہ علیہ وسلم

کاش مِرے محبوب کی دھرتی ، مجھ پہ نفیس یہ شفقت کرتی
اپنے اندر مجھ کو سموتی ، صلی اللہ علیہ وسلم

نفیس الحسینی
یکم شعبان ۱۴۱۲ ھ



نعتِ شریف

لب پہ درود ، دل میں خیالِ رسولؐ ہے
اب میں ہوں اور کیفِ وصالِ رسولؐ ہے

دائم بہارِ گلشنِ آلِ رسولؐ ہے
سینچا گیا لہو سے نہالِ رسولؐ ہے

بوبکرؓ ہوں ، عمرؓ ہوں ، وہ عثمانؓ ہوں یا علیؓ
چاروں سے آشکار کمالِ رسولؐ ہے

حسنِ حسنؓ کو دیکھ ، حسینؓ حسین کو دیکھ
دونوں میں جلوہ ریز جمالِ رسولؐ ہے

اسلام نے غلام کو بخشی ہیں عظمتیں
سردارِ مومنین ہے بلالؓ رسولؐ ہے

ہاں نقشِ پائے ختمِ رسلؐ میرا تخت ہے
ہاں میرے سر کا تاج ، نعالِ رسولؐ ہے

جامِ جم اس کے سامنے کیا چیز ہے نفیس
جس کو نصیب جامِ سفالِ رسولؐ ہے

نفیس الحسینی
شوال المکرم ۱۴۱۷ھ

سلام بحضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الٰہی! محبوبِ کُل جہاں کو، دِل و جگر کا سلام پہنچے
نفس نفس کا درود پہنچے، نظر نظر کا سلام پہنچے

بساطِ عالم کی وسعتوں سے، جہانِ بالا کی رفعتوں سے
فلک فلک کا درود اُترے، بشر بشر کا سلام پہنچے

حضورؐ کی شام شام مہکے، حضورؐ کی رات رات جاگے
ملائکہ کے حسین جلوؤں میں، سحر سحر کا سلام پہنچے

زبانِ فطرت ہے اِس پہ ناطق، بہ بارگاہِ نبیؐ صادق
شجر شجر کا درود جائے، حجر حجر کا سلام پہنچے

رسولِ رحمت کا بارِ احساں، تمام خلقت کے دوش پر ہے
تو ایسے محسن کو بستی بستی، نگر نگر کا سلام پہنچے

مرا قلم بھی ہے اُن کا صدقہ، مرے ہنر پر ہے اُن کی رحمت کا سایہ
حضورِ خواجہ، مرے قلم کا، مرے ہنر کا سلام پہنچے

یہ التجا ہے کہ روزِ محشر، گناہگاروں پہ بھی نظر ہو
شفیعِ اُمّتؐ کو ہم غریبوں کی چشمِ تر کا سلام پہنچے

نفیس کی بس دعا یہی ہے، فقیر کی اب صدا یہی ہے
سوادِ طیبہ میں رہنے والوں کو عمر بھر کا سلام پہنچے

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم



شبِ عاشورہ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

لاکھوں سلام

تاجدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام | شہریارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
سیدُ الاوّلیں، سیدُ الآخریں | نامدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
فخرِ اولادِ آدمؑ پہ اربوں درود | افتخارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
وہ جب آئے، جہاں میں بہار آگئی | نو بہارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
جلوہ گاہِ محمدؐ، وہ غارِ حرا | جلوہ زارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
جبرئیلؑ امیں، مرحبا مرحبا | راز دارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
نور پاشِ رسالت پہ دائم درود | نور بارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
وہ جو فاران کی چوٹیوں سے اٹھا | شہسوارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
جس پہ ختمِ نبوت کا دار و مدار | اس مدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
ہر نبیؑ کی رسالت ہوئی معتبر | اعتبارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
رو کشِ حسنِ یوسفؑ ہے جس کا جمال | اس نگارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
سدرۃ المنتہیٰ جس کی گردِ سفر | راہوارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
بدر میں تو نزولِ ملائک ہوا | کارزارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
کیا کہوں جو اُحد سے محبت رہی | کوہسارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
جو قدومِ مبارک کی زینت رہا | اس غبارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
کوئی دیکھے رفاقت ابوبکرؓ کی | یارِ غارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
اللہ اللہ! فاروقؓ کا دبدبہ | ذی وقارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
بہرِ عثمانؓ رضواں کی بیعت ہوئی | جاں نثارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
مرتضیٰؓ بابِ شہرِ علومِ نبیؐ | شاہکارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
جس کے دو پھول پیارے حسنؓ اور حسینؓ | شاخسارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
ہر صحابیِ نبیؐ پر تصدق رہا | جاں سپارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
ساری امت پہ ہوں ان گنت رحمتیں | پاسدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام

جس کو ترسا کیے چشم و دل اے نفیس
اُس دیارِ نبوت پہ لاکھوں سلام

۲۰ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ | ○ | ناچیز: نفیس الحسینی، لاہور

اُداس راہیں

طریقۂ ہجرت سے متأثر ہو کر

۱ حرم سے طیبہ کو آنے والے! تجھے نگاہیں ترس رہی ہیں
جدھر جدھر سے گزر کے آئے، اُداس راہیں ترس رہی ہیں

۲ رسولِ اطہر جہاں بھی ٹھہرے، وہ منزلیں یاد کر رہی ہیں
جبینِ اقدس جہاں جھکی ہے، وہ سجدہ گاہیں ترس رہی ہیں

۳ جو نور افشاں تھیں لحظہ لحظہ، حضورِ انور کے دم قدم سے
وہ جلوہ گاہیں تڑپ رہی ہیں، وہ بارگاہیں ترس رہی ہیں

۴ صبائے بطحا غموں سے پر ہے، فضائے اقصیٰ بھی دکھ بھری ہے
اب ایک مدت سے حال یہ ہے، اثر کو آہیں ترس رہی ہیں

۵ خیال فرما کہ چشمِ عالم تری ہی جانب لگی ہوئی ہے
نگاہ فرما، کہ ساری اُمت کی میٹھی چاہیں ترس رہی ہیں

۶ نفیسؔ کیسا یہ وقت آیا، سلوک و احسان کے سلسلوں پر
جہاں مشائخ کی رونقیں تھیں، وہ خانقاہیں ترس رہی ہیں

نفیس الحسینی

ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اللہ جانِ جاناں کا پیام آ ہی گیا
لُطف کا پروانہ اِک دن میرے نام آ ہی گیا
جذبۂ بے اختیارِ شوق کام آ ہی گیا
اِک فقیرِ بے نوا تک دورِ جام آ ہی گیا
عاجز و درماندہ، سرتاپا شکستہ ہائے ہائے!
رفتہ رفتہ تا درِ بیت الحرام آ ہی گیا
آبِ حیواں کی تمنا تھی، سو پوری ہوگئی
چشمۂ زمزم پہ آخر تشنہ کام آ ہی گیا

اپنے ارماں پورے کر لے، خوب جی بھر کر یہاں
اے دلِ بیتاب! لے تیرا مقام آ ہی گیا

میری جاں جس پر فدا، کون و مکاں جس پر نثار
سامنے وہ روضۂ خیر الانام آ ہی گیا

اُن کی یہ ذرّہ نوازی، اُن کا یہ جُود و کرم
بارگاہِ قُدس میں بہرِ سلام آ ہی گیا

حاضری اب ہو رہی ہے سال کے بعد اے نفیس
صبح کا بھولا ہوا گھر اپنے شام آ ہی گیا

○

مکہ مکرمہ
مدینۃ المنورہ

۱۴۱۶ھ
رمضان المبارک
شوال المکرم

حسرت

رمضاں بھی گزر گیا یوں ہی
چڑھ کے آیا، مگر گیا یوں ہی

موج آئی نہ کوئی ساحل تک
دل کا دریا اُتر گیا یوں ہی

ماہِ نو عشق کی طرح آیا
ہم پہ اِلزام دھر گیا یوں ہی

کیا سہانی سہانی راتیں تھیں
خواب تھا جو بکھر گیا یوں ہی

دامنِ دل نہ بھر سکا اَب کے
موسمِ گُل گزر گیا یوں ہی

لگ رہی ہے فضا اُداس اُداس
ہائے ~~شہر~~ سُنسان کر گیا یوں ہی

ذکرِ جاناں سے جاں میں جاں آئی
زیست کا رُخ نکھر گیا یوں ہی

اُن کا غم تو محیطِ عالم ہے
میرے سینے میں بھر گیا یوں ہی

سفرِ حج بہت مبارک ہے
کیا کریں گے، اگر گیا یوں ہی

اللہ اللہ اُس کا بختِ نفیس
جو مدینے میں مر گیا یوں ہی

ماشاءاللہ لکھا

الحمد للہ! گنبدِ خضرا سے آیا ہے سلام

سلام ہی پر منحصر بھی شفقت بھری نظر ہے

پھر سے ملنے کو منبر کی مجلسِ اول سے نوید

رحمتہ کرتا مسلموں کو تشویہ سعادت ہے

کمترین تنویر الحسینی ۳ صفر المظفر

۱۴۳۶ھ

دل دو جہاں سے بھی ہے عزیز تر

ہے مصطفیٰ کا جبیں نگر، دل دو جہاں سے بھی ہے عزیز تر

یہ جہانِ عشق ہے سربسر، دل دو جہاں سے بھی ہے عزیز تر

(۳) [illegible] ہو مواجہہ، یہ مشاہدہ تو [illegible] لطافت سے

جو نگاہ ہے مرے حال پر، دل دو جہاں سے بھی ہے عزیز تر

(۵) جو مراقبے میں مرور ہے تو لطف حاصل حضور ہے

وہ گھڑیاں ایک ساعت مختصر، دل دو جہاں سے بھی ہے عزیز تر

(۶) وہ کہ ذات اُس کی ہے مستتر، جو ہر جسم ہے وہ تو [illegible]

دل دو جہاں سے بھی ہے قریب تر، دل دو جہاں سے بھی ہے عزیز تر

(۸) غمِ دوستاں بھی بجا سہی، دو جہاں بھی [illegible]

غمِ مصطفیٰ ہے غمِ دگر، دل دو جہاں سے بھی ہے عزیز تر

(۱۰) درِ مصطفیٰ کا فقیر ہوں، [illegible] کا اسیر ہوں

یہی آستاں، یہی راہبر، دل دو جہاں سے بھی ہے عزیز تر

[illegible] السی سبیل [illegible]

بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ رضی اللہ عنہم

اَصحابِ مُحمّد صلی اللہ علیہ وسلم حق کے وَلی ، بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ
یارانِ نبیؐ میں سب سے جلی ، بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ

وُہ شمعِ حَرَم کے پروانے ، وُہ خَتمِ رُسُل کے دیوانے
بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ ؛ بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ

اسلام نے جن کو عِزّت دی ، اِسلام کو قُوّت جن سے مِلی
ایماں کی روایت جن سے چلی ، بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ

ترتیبِ خلافت بھی ہے یہی ، ترتیبِ فضیلت بھی ہے یہی
لگتی ہے یہی ترتیب بھلی ، بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ

اِس نظم کی خُوشبُو پھیلے گی ، یہ خُوشبُو ہر سُو پھیلے گی
گُونجے گا یہ نغمہ گلی گلی : "بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ"

یہ لَوح و قلم کی زینت ہے ، یہ کتبہ حَرَم کی زینت ہے
لِکھا اِس کو نفیسؔ بخطِّ جلی : "بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ"

لکھو شاہ نفیسؔ! بہ قلمِ جلی

۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ ۵

فقیر نفیس الحسینی

دنیا جو خون رنگ ہے دگر کربلا کے نقش
اونچا ہوا حسینؑ کا سر کربلا کے بعد

جوہر کا شعر صفحۂ ہستی پہ ثبت ہے
پڑھتے ہیں جس کو اہلِ نظر کربلا کے بعد

قتلِ حسینؑ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

سید ہجویر رحمۃ اللہ تعالیٰ

سید ہجویر از آلِ رسولؐ
نورِ چشمِ مرتضیٰ، لختِ بتول
قطبِ لاہور و امامِ اہلِ ہند
روشن از وے صبح و شامِ اہلِ ہند

۵

سلام

رحمۃ اللہ تعالی

شہرِ بغداد

زبدۂ آلِ نبی حضرت عبد القادر رح

فخرِ اولادِ علی رض حضرت عبد القادر رح

اولیا را جگر آرِ شہرِ بغداد ہمہ

تاجدارِ حسنی حضرت عبد القادر رح

۵

۲۸ جنوری ۲۰۰۳ سنہ ع

معین الدین حسن سجزی فقیرے

امام چشتیاں، روشن ضمیرے

رسول اللہ او را حکم فرمود

برائے ملک ہند آمد سفیرے

بختیار آں قطب دین مصطفیٰ

پیروان مرتضیٰ را رہنما

شعر پیر جام بشنید از قضا

"کشتگان خنجر تسلیم را

ہر زماں از غیب جانے دیگر است"

یتیمی بود ~~دہ~~ ولی مرد با خدا شد

مر او را منصب عالی عطا شد

اجودھن چون رسید آن جا جانان

نظام الدین محمّد اولیاء شد

۱۸ر اکتوبر ۲۰۰۱ء

اے رونقِ بزمِ چشتیائی

اے مظہرِ شانِ کبریائی اے پرتوِ نورِ مصطفائی
اے پیکرِ زہد و پارسائی اے وارثِ فقرِ مرتضائی
اے خواجۂ خواجگانِ عالم اے رشکِ اجودھنی و طائی
اے خسروِ زمزمہ طرازے اے ثانیٔ سعدی و سنائی
اے روشنیٔ چراغِ دہلی اے رونقِ بزمِ چشتیائی
اے مشربِ تست عشقِ احمد اے مسلکِ تو خدا نمائی
ہر نقشِ تو آفتاب بادا تا حشر فشاندہ روشنائی
یکبار کہ باریاب[1] کردی ہم بارِ دگر کرم نمائی

شاق است چو بر دلِ نفیسم
اے جانِ جہاں! چرا جدائی؟

نفیس الحسینی
۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۴ء

۱- حضرت خواجہ گیسو دراز قدس سرہ کو خواب میں دیکھا۔ ایک پہاڑ کی چوٹی پر ہیں میں بھی ہوں حضرت کی انگشت شہادت تھامے ہوئے چل رہا ہوں۔

مجددِ الفِ ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ

مجدد الفِ ثانی ، قطبِ آفاق
شہِ مسند نشینِ بزمِ عشاق
ز تجدیدِ دینِ مصطفیٰ گشت
جہانِ تیرہ روشن برملا گشت


۲۸ جنوری سنہ ۲۰۰۲ء

یاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ

دلِ زخم زخم لوگو! کوئی ہے، جسے دِکھائیں
کوئی ہم نفس نہیں ہے، غمِ جاں کِسے سُنائیں

یکایک جو چھا گئی ہیں، غم و درد کی گھٹائیں
گیا کون اِس جہاں سے کہ بدل گئیں فضائیں

اُٹھا سائبانِ شفقت، بڑی تیز دُھوپ دیکھی
نہیں دُور دُور چھاؤں، کہاں اپنا سَر چھُپائیں

وہ زندگی کی مُونس، اِنھی مُحسِنوں کی یادیں!
شبِ زیست کے سِتارے، وُہ خلُوص کی دُعائیں

وُہ رِفاقتوں کی راتیں، وُہ ہر اِک سے دِل کی باتیں
گئے دَور کے وُہ قِصّے، ہمیں یاد کیوں نہ آئیں

وُہ شجاعتوں کے پالے، بڑے صبر و شُکر والے
وُہی حوصلے حُسینیؓ، وُہی زیدؓ کی ادائیں

وُہ خوشا نصیب قرآں کی حَسین حَسین نِگارش
زہے وُہ صریرِ خامہ، کہ مَلَک بھی جھوم جائیں

دمِ مرگ تھی تسلّی، سرِ قبر ہے تجلّی
ہوں مدام عنبر افشاں، یہاں خُلد کی ہوائیں

ہو نصیب جامِ کوثر، یہ نفیس کی دُعا ہے
مگر اِک حَسیں تمنا کہ حضورؐ خود پلائیں

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نفیس الحسینی
ربیع الثانی
۱۴۱۶ھ



والدۂ مرحومہ کی یاد میں

ہائے یہ رحلتِ جاناں کا اثر، کس سے کہوں
دردِ دل کس سے کہوں، دردِ جگر کس سے کہوں

موت کی ان کو تمنا تھی کہ وہ چاہتی تھیں
اب میں یہ بات بجز اہلِ نظر، کس سے کہوں

کیفیت جن کو حضوری کی رہی جیتے جی
واصلِ حق ہیں باندازِ دگر، کس سے کہوں

نسبتِ فاطمی رضؓ کا فیض ہے اللہ اللہ
کی بسر زندگی بے زیور و زر، کس سے کہوں

حیف صد حیف! ہوا مسکن ہمیں ویراں
زیست کا نظم ہوا زیر و زبر، کس سے کہوں

یمنِ انفاس سے جن کے مری منزل تھی نفیس
جا بسے آہ وہ فردوس نگر، کس سے کہوں

گوشہ گوشہ تھا بس اک ذات سے جس کا معمور
سونا سونا نظر آتا ہے وہ گھر، کس سے کہوں

ماننا تھی جو نگاہوں میں سمٹ آئی تھی
دیکھنا اُن کا وہ ہنگامِ سفر، کس سے کہوں

ایک رقت سی طبیعت میں بسی ہے ایسی
خشک ہوتے ہی نہیں دیدۂ تر، کس سے کہوں

غم کا لشکر ہے کہ بڑھتا ہی چلا آتا ہے
صبر کب تک وہے گا سینہ سپر، کس سے کہوں

زندگی کیسے کٹے گی، یہی اب سوچتا ہوں
درد میں ڈوب گئے شام و سحر، کس سے کہوں

بے خبر ہیں مرے عالم سے زمانے والے
اپنے اس عالمِ حیرت کی خبر، کس سے کہوں

غم زدہ مدفنِ جاناں سے چلا آیا ہوں
دل پہ جو بیت رہی ہے وہ مگر کس سے کہوں

اُن کی تربت پہ رہے بارشِ انوار مدام
ابرِ رحمت ہو تسلسل سے گہر بار مدام

لاہور ——— ۷ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ

انہیں جہاں سے گیا ہے، یقیں نہیں آتا

وہ اس جہاں سے گیا ہے، یقیں نہیں آتا

شرفِ مکاں کو تو آپ سے مکیں پہ ہوتا ہے

مکیں مکاں سے گیا ہے، یقیں نہیں آتا

ح شرفِ مکاں کو یقیناً مکیں سے ہوتا ہے

مکیں مکاں سے گیا ہے، یقیں نہیں آتا

۳ شعبان ۱۴۲۲ھ / ۲۱ اکتوبر ۲۰۰۱ء

اتوار

داعیِ اہلِ سنت مولانا محمد کشمیر رحمہ اللہ تعالیٰ

م ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۶ء

داعیِ اہلِ سنت، محمد کشمیر — عالمِ باعمل، مردِ روشن‌ضمیر

جانشینِ امیرِ کبیرِ[1] شہیر رح — پیروِ راہِ آں ہادیٔ کاشمیر

فاضلِ دیوبند[2] و ولیِ خدا — مصلحِ تبّتِ خرد، شیخِ کبیر

آں خجستہ خصال و ستودہ صفات — حاملِ دولتِ فقر و خیرِ کثیر

فیضِ علمی ز انور شہِ[3] بے مثال رح — ہم ز سید حسین احمدِ[4] بے نظیر رح

شیخ الیاس[5] رح و از شیخ عبدالشکور[6] رح — باطن و ظاہرِ او شدہ مستنیر

بالیقیں بُد او یادگارِ سلف — اہلِ اسلام را ہمصفیر و سفیر

صاحبِ خلق، خلقِ کریم و حلیم — گفتگواش ملائم، سخن دلپذیر

ساکنانِ سکردو و خپلو ہمہ — حسنِ اخلاقِ او را مطیع و اسیر

خادمِ اہلِ بیت رض و صحابہ رض ہمہ — عاشقِ مصطفےٰ بود غایت کثیر

ظلمتِ رفض از نورِ او پاش پاش — ذاتِ او بلتیاں را سراجِ منیر

غازی و زاہد و عبدِ شب زندہ دار — صائم لذت اندوزِ نانِ شعیر

باد مغفورِ ربِ غفور اے نفیس

بہر جاہِ رسولِ بشیر و نذیر

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تاریخِ وفات: ۲۹ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ

از خامۂ نفیس الحسینی
۲۲ رمضان المبارک
۱۴۱۶ھ

[1] شاہِ ہمدان امیرِ کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۸۶ھ) ہادیٔ کشمیر

[2] دارالعلوم دیوبند (ضلع سہارنپور، ہند)

[3][4] خاتم المحدثین حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہٗ اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ سے حدیث شریف پڑھی۔ زیادہ تر شاہ صاحب رح سے پڑھا۔

[5] رئیس التبلیغ بانیٔ تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور طریقۂ تبلیغ سیکھا۔

[6] امامِ اہلِ سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تردیدِ شیعیت کی تعلیم حاصل کی۔

نسخۂ شوق

شہیدانِ بالاکوٹ

نفیس الحسینی

قبائے نور سے سج کر، لہو سے باوضو ہو کر
وہ پہنچے بارگاہِ حق میں کتنے سرخرو ہو کر

فرشتے آسماں سے اُن کے استقبال کو اُترے
چلے اُن کے جلو میں باادب، باآبرو ہو کر

جہانِ رنگ و بو سے ماورا ہے منزلِ جاناں
وہ گزرے اِس جہاں سے بے نیازِ رنگ و بو ہو کر

جہاد فی سبیل اللہ نصب العین تھا اُن کا
شہادت کو ترستے تھے سراپا آرزو ہو کر

وہ رُہباں شب کو ہوتے تھے تو فرساں دن میں ہوتے تھے
صحابہؓ کے چلے نقشِ قدم پر ہو بہو ہو کر

مجاہد سر کٹانے کے لیے بے چین رہتا ہے
کہ سرافراز ہوتا ہے وہ خنجر در گلو ہو کر

سرِ میداں بھی استقبالِ قبلہ وہ نہیں بھولے
کیا جامِ شہادت نوش اُنھوں نے قبلہ رُو ہو کر

زمین و آسماں ایسے ہی جانبازوں پہ روتے ہیں
سحابِ غم برستا ہے شہیدوں کا لہو ہو کر

شہیدوں کے لہو سے ارضِ بالاکوٹ مشکیں ہے
نسیمِ صبح آتی ہے اُدھر سے مشکبو ہو کر

نفیسؔ اِن عاشقانِ پاک طینت کی حیات و موت
رہے گی نقشِ دہر اسلامیوں کی آبرو ہو کر

۱۴۱۰ھ

حق کا بول بالا ہونے والا ہے

(محاذِ جنگ خوست (افغانستان) سے واپس آتے ہوئے)

بحمداللہ حق کا بول بالا ہونے والا ہے
سیاہی چھٹ رہی ہے، اب اُجالا ہونے والا ہے

سوادِ خوست سے مُنکر خدا کے بھاگتے کو ہیں
مسلمانوں کا قبضہ لامُحالہ ہونے والا ہے

کوئی کابل میں جاکر یہ نجیب اللہ سے کہہ دے
تہ و بالا ترا ایوان بالا ہونے والا ہے

بہت اچھا، تو کرلے ظُلم جتنا ہو سکے تجھ سے
ترا اے رُوسیہ! مُنہ اور کالا ہونے والا ہے

شہیدوں کے لہو سے خوست کو سیراب ہونا ہے
یہ خطّہ آج کل میں کِشتِ لالہ ہونے والا ہے

شہادت چاہنے والو! مُبارک وقت آپہنچا
تمہارا زیبِ تن، خُلدی دوشالہ ہونے والا ہے

مُجاہد! ناز کر اپنے مُقدّر پر کہ تو کل کو
شہیدانِ اُحُد کا ہم پیالہ ہونے والا ہے

امیرِ محترم سیف اللہ اختر کو مُبارک ہو
کہ اُن سے کارنامہ اِک نرالا ہونے والا ہے

یہ کام اہلِ جُنُوں کا ہے، وہی اِس کو سمجھتے ہیں
یہ کام اہلِ خِرَد سے بالا بالا ہونے والا ہے

یقین ایمان کہتا ہے، مرا وِجدان کہتا ہے
ظُہورِ نصرتِ باری تعالیٰ ہونے والا ہے

نفیس الحسینی
۲۴ شوال المکرم ۱۴۱۰ھ
۱۹ مئی ۱۹۹۰ء

تا قیامت رہے آبروئے ہرات

ایک مدت سے تھی آرزوئے ہرات
راہ دکھلائی قسمت نے سوئے ہرات

حبذا شہرِ عرفان و علم و ہنر
سارے عالم میں ہے ہاؤ ہوئے ہرات

ہے فضا اس کی پاکیزہ و خوشگوار
زندگی بخش ہے آبِ جوئے ہرات

سارا ماحول ایمان افروز ہے
بادۂ حق سے پُر ہے سبوئے ہرات

عشق ہی عشق ہے چشت کا رنگ و نور
حسن ہی حسن ہے خلق و خوئے ہرات

اپنے آباء و اجداد کی جستجو
پھر رہی ہے لیے کو بہ کوئے ہرات

~~پاپے~~ حضرت زید چندی کا عزمِ جہاد
تا بہ دہلی گئی مشکبوئے ہرات

ہند پر غزنوی اور غوری کا راج
آج بھی مانتا ہے عدوئے ہرات

اے مبصر ذرا چشمِ بینا سے دیکھ
پُر ہے خونِ شہیداں سے جوئے ہرات

اب لہو سے شہیدوں کے گلرنگ ہے
کس قدر خوبصورت ہے روئے ہرات

عظمتِ رفتہ مومن کو پھر ہو نصیب
اب یہی ہے فقط جستجوئے ہرات

اب بفضلِ خدا روس کی کیا مجال
ہو سکے پھر کبھی رو برو ئے ہرات

کس کی ہمت ہے مدِ مقابل بنے
لے کے دکھلائے میداں میں گوئے ہرات

اے خوشا، قید سے اب تو آزاد ہے
چہچہا، بلبلِ خوش گلوئے ہرات

نشأۃِ دینِ اسلام اب تجھ سے ہے
مرحبا غازیٔ سرخروئے ہرات

دل کی گہرائیوں سے دعا ہے نفیس
تا قیامت رہے آبروئے ہرات

نفیس الحسینی
حال وارد ہرات

۱۰ ذوالقعدۃ ۱۴۱۲ھ
صبح جمعۃ المبارک

جہاں میں پرچمِ اسلام لہرانے کا وقت آیا

مسلمانو! اُٹھو، باطل سے ٹکرانے کا وقت آیا
سرِ میداں تڑپنے اور تڑپانے کا وقت آیا

جہادِ فی سبیل اللہ، رسول اللہؐ کی سُنت ہے
صحابہؓ کی جلی تاریخ دُہرانے کا وقت آیا

اُٹھو فاروقِ اعظمؓ کے جواں، شہ زور فرزندو
بساطِ جنگ پر قوت سے چھا جانے کا وقت آیا

خدا کے نیک بندو! اپنے حجروں سے نکل آؤ
کمر باندھو، محاذِ جنگ پر جانے کا وقت آیا

مُسلح غازیو، شیرو، دلیرو، تُند طوفانو!
عدو کے مورچوں پر آگ برسانے کا وقت آیا

مجاہد! باندھ لے سر سے کفن اور سربکف ہو جا
شہادت کا مقدس مرتبہ پانے کا وقت آیا

تمھیں یہ جنگ کا میداں ہے گویا کھیل کا میداں
کہ توپوں کی گرج سے زیست بہلانے کا وقت آیا

تمھارے بازوؤں میں جان ہے، ایماں کی طاقت ہے
نہتے ہو کے بھی دشمن سے بھڑ جانے کا وقت آیا

فرنگی شاطروں نے ظلمتیں بانٹی ہیں دنیا میں
خدا کی سرزمیں میں نور پھیلانے کا وقت آیا

نظامِ مصطفےٰؐ نافذ کرینگے، کرکے دم لیں گے
نظامِ قیصر و کسریٰ کو ٹھکرانے کا وقت آیا

نفیسؔ اب "طالبان" کو نصرتِ باری مبارک ہو
جہاں میں پرچمِ اسلام لہرانے کا وقت آیا

○

لاہور محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

ارمغانِ گلبرگہ

۳۰ دسمبر ۱۹۷۵ء کو بعد نمازِ عصر گلبرگہ شریف سے حیدر آباد کے لیے سفر شروع کیا۔ بس سوادِ شہر سے نکلی تو فوراً ہی طبیعت بھر آئی۔ بے کلی نے اشعار کی صورت اختیار کی۔

گلبرگہ، ترے شام و سحر یاد رہیں گے — گذرے ہیں جو با کیف و اثر یاد رہیں گے

انوار، وہ تا حدِ نظر یاد رہیں گے — اشعار وہ شب تا بہ سحر یاد رہیں گے

فیضانِ محمدؐ[1]، وہ عنایاتِ یداللہ[2] — کیا لطف تھے ہنگامِ سفر یاد رہیں گے

جو گیسوئے جاناں کی حسیں چھاؤں میں گذرے — وہ لمحے بانداز دگر یاد رہیں گے

اے منزلِ پُر شوق تری راہ میں جو آئے — وہ شہر، وہ قریے، وہ نگر یاد رہیں گے

ہے خاک تری سرمۂ اربابِ بصیرت — پتھر ہیں ترے لعل و گہر یاد رہیں گے

اے خواجہ کی نگری دل وجاں تجھ پہ نچھاور — کھنڈر بھی ترے اجڑے ہوئے گھر یاد رہیں گے

اے جانِ وطن تجھ سے میں گو دور رہوں گا — نقشے ترے ہر آن مگر یاد رہیں گے

تڑپائیں گی لاہور میں رہ رہ کے تری یاد — جلوے ترے با دیدۂ تر یاد رہیں گے

اے شاہدِ عشاقِ دکن، شہرِ نگاراں — کیا تجھ کو بھی ہم خاک بسر یاد رہیں گے

۳۰ دسمبر ۱۹۷۵ء

بھولے ہیں نہ بھولیں گے نفیس اہلِ محبت
گلبرگہ اہلِ دل و اہلِ نظر یاد رہیں گے

[illegible]

[1] حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز بندہ نواز صاحب روضہ بزرگ گلبرگہ شریف المتوفی ۸۲۵ھ

[2] قدوۃ الاولیا حضرت سید شاہ یداللہ حسینی (نبیرہ حضرت خواجہ گیسو دراز) صاحب روضہ خورد گلبرگہ شریف المتوفی ۸۵۲ھ

دکن میں پھیلی ہوئی ہے شمیم گلبرگہ
مرے چمن میں بھی آئی نسیم گلبرگہ

نفیسہ الحسینی

الله الله در لطائفِ تفسیر

خواجهٔ ما بکشف می داند

سالِ طبعش ز راهِ صدق و تفسیر

گفت: تفسیرِ ملتقط ماند

۱۳۴۲ھ

زادهٔ خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ

اک "عرضِ نیازِ عشق" بادِ صبا کے سپرد کر رہا ہوں ع

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

کہو ساقیٔ کوثر سے صبا عرض یہ کرنا
اک رندِ خرابات بہت یاد کرے ہے

اک عاشقِ بے نام ہے مشتاقِ زیارت
دن رات ترے ہجر میں فریاد کرے ہے

درویشِ زبوں حال ہے، اے جانِ دو عالم
ٹوٹے ہوئے دل سے جو تجھے یاد کرے ہے

اے بادِ صبا راہ تری دیکھ رہا ہوں
اب آ کے سنا، جو بھی وہ ارشاد کرے ہے

نفیس

لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مبارک ہو فیضانِ اصحابِ صُفّہ
جلا پائے قرآں سے محرابِ صُفّہ

الٰہی بحقِ رسولِ حجازی
کشادہ رہے تا ابد بابِ صُفّہ

۱۲ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

نفیس الحسینی

ہم نہیں ہوں گے

خدا آباد رکھے بزمِ یاراں! ہم نہیں ہوں گے
غزالاں! ہم نہیں ہوں گے، نگاراں! ہم نہیں ہوں گے

ہمارے بعد یارانِ طریقت کس کو دیکھیں گے
بہت ہوگا ہجومِ بادہ خواراں، ہم نہیں ہوں گے

ظہورِ مہدیِ آخر زماں کا وقت آ پہنچا
جہاں پر چھائے گا ابرِ بہاراں، ہم نہیں ہوں گے

زمیں اپنے خزانے ڈال دے گی اس کے قدموں میں
جب آئے گا وہ شہسوارِ تاجداراں، ہم نہیں ہوں گے

عظیم لہر سے جیسے اٹھیں گے اللہ اکبر کی صداؤں میں،

~~بڑھیں گے نہ جوشِ~~ شہسواراں، ہم نہیں ہوں گے
بڑھ جائیں گے جیشیں

دلِ حضرت عیسیٰ بھی ہوگا، لوگ دیکھیں گے

عجب ہوگا شکوہِ پاسداراں، ہم نہیں ہوں گے

جو اِس دنیا میں آیا ہے وہ جانے ہی کو آیا

نفیس اب حشر تک ہے ہجرِ یاراں، ہم نہیں ہوں گے

۲ جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ ○

نفیس الحسینی